تحریکِ مجاہدین کے شعراء کا حُبِّ رسول ﷺ

محمد طاہر قریشی*

ABSTRACT:

Syed Ahmed Shaheed's Movement of Mujahideen (Tehreek-e-Mujahideen) left immense impression on the outlook of political, social and literary landscape of the sub-continent. It also influences the poetry of Urdu. The poets who took part in the movement wrote many poems to support the movement and their poems are reckoned to be a crucial phase of Urdu "milli" poetry. The "milli" poetry of Urdu mainly revolves around highlighting the qualities and character of the Holy Prophet (peace be upon him). The "milli" poetry is also known as "Na'at" poetry and that has a significant value in Urdu literature. This paper highlights the couplets said in the excellence of the Holy Prophet (peace be upon him) created by the poets who took part in the Movement of Mujahideen.

سیّد احمد شہید کی برپا کردہ تحریک مجاہدین نے برِعظیم پاک وہند کے سیاسی، سماجی اور ادبی منظرنامے پر دوررس اثرات مرتب کیے اور جہاں تک اردو شاعری کا سوال ہے ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ''اردو شاعری نے جس سیاسی تحریک کی ترجمانی سب سے پہلے کی وہ تحریک سیّد احمد شہید ہے۔''(۱) یہ تحریک بنیادی طور پر انگریزوں کے خلاف تھی(۲)۔ البتہ اس کا آغاز سکھوں کے خلاف جنگ سے ہوا۔ یہ تحریک اردو شاعری میں مسلم قومیت کے واضح اظہار کا وسیلہ ثابت ہوئی(۳) اور اس تحریک سے متاثر شاعروں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے جذبۂ دینی کو ابھارا(۴)۔ سیّد احمد شہید پہلے نواب امیر خان کے لشکر میں شامل تھے لیکن جب نواب نے انگریزوں سے ربط ضبط پیدا کیا تو سیّد صاحب ان سے الگ ہوگئے(۵)۔ جہاد کا باقاعدہ سلسلہ سیّد احمد شہید نے اس کے بعد ہی شروع کیا تھا۔ لیکن شیخ محمد اکرام کا کہنا ہے کہ ''سیّد صاحب کی خواہشِ جہاد فی سبیل اللہ شروع سے تھی۔''(۶) پشاور کی فتح مجاہدین کی بڑی کامیابی تھی لیکن بعد میں مجاہدین کی بعض غلطیوں اور اپنوں کی غداریوں کے باعث بالاکوٹ کے مقام پر جنگ میں مجاہدین کو شکست فاش کا منہ دیکھنا پڑا اور سیّد احمد شہید اپنے مخلص ساتھیوں کے ہمراہ شہید ہوئے(۷)۔

سیّد احمد شہید کی تحریک کے تباہ کن انجام سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ غلط اندیشی پر مبنی تھی یا اسے حمایت حاصل نہیں

* ڈاکٹر محمد طاہر قریشی، لیکچرار اردو، ڈی۔جے۔سندھ گورنمنٹ سائنس کالج، کراچی برقی پتا: mtqurdu@gmail.com
تاریخِ موصولہ: ۱۲/۲/۲۰۱۴ء

تھی (۸)۔حقیقت یہ ہے کہ ''یہ پہلی عوامی تحریک تھی جو سیاسی فرض کے شعور سے پیدا ہوئی تھی۔'' (۹) اور اس کا مقصد اپنے ہم مذہبوں کو سکھوں کی غلامی اور ظلم وستم سے نجات دلانا تھا اور اہم بات یہ کہ ''اس کو ایک قوم چلا رہی تھی کوئی ریاست یا فرماں روا نہیں چلا رہا تھا۔'' (۱۰) مولانا ابوالحسن علی ندوی کے نزدیک آخری صدیوں میں کوئی تحریک، تحریک احیائے سنّت و جہاد سے زیادہ وسیع اور منظّم نظر نہیں آتی اور ہندوستان کی تمام اصلاحی اور سیاسی تحریکیں سیّد احمد شہید کی تحریک سے متاثر ہیں (۱۱)۔اور یہ کہ ''برصغیر میں موجود اسلامی زندگی، مذہبی اصلاح، مسلمانوں کی سیاسی بیداری اور ملک میں مسلمانوں کے وجود کی اہمیت اور ان کا سیاسی وزن بڑی حد تک اسی طویل جہاد کا رہین منت ہے۔'' (۱۲) ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کا خیال درست ہے کہ ''مجاہدین اپنے سیاسی مقاصد حاصل نہیں کر سکے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کی ناکامی ناگزیر تھی مگر وہ اپنے نقشِ قدم پر چلنے کے شوق فراواں کی ایک شمع مسلمانوں کے دلوں میں روشن کر گئے۔'' (۱۳)

اس تحریک نے عوام میں جو جوش وخروش اور ولولہ پیدا کیا اس سے شاعروں کا بھی متاثر ہونا ناگزیر تھا۔انھوں نے جو جہادیہ نظمیں لکھیں وہ اردو کی قومی اور ملّی شاعری کا اہم ستون ثابت ہوئیں اور چونکہ ملّی شاعری کا مرکز ومحور صاحب ملّت علیہ الصلوٰاۃ والتّسلیم کی ذات گرامی ہے اس لیے ان منظومات میں نعتیہ عناصر کی موجودگی ایک قدرتی امر ہے۔آنے والے دنوں میں نہ صرف تحریکِ جہاد بلکہ یہ جہادیہ نظمیں بھی شاعروں کے لیے مشعلِ راہ ثابت ہوئیں (۱۴)۔اسی لیے اس بات میں خاصا وزن ہے کہ ''ہمارے ادب میں افادیت اور مقصدیت کی ابتدا علی گڑھ تحریک سے پہلے ہی ہوگئی تھی۔'' (۱۵) تاہم یہ صحیح ہے کہ اس تحریک نے بڑا ادب پیدا نہیں کیا اور نہ ہی اس ادب میں وسعت ہے (۱۶) اور سوائے مومنؔ کے کوئی بڑا شاعر اس تحریک سے متعلق بھی نہیں رہا۔یہ اور بات ہے کہ خواجہ منظور حسین نے ذوق، مومن، آتش، غالب، شیفتہ اور ناسخ کے بے شمار اشعار کا تعلق تحریکِ جہاد سے جوڑنے کی کوشش کی ہے اور متعدد تراکیب واشارات کا مشارٌ الیہ سیّد احمد شہید اور ان کے ساتھیوں کو قرار دیا ہے۔بلاشبہ چند مثالیں صحیح بھی ہیں (مثلاً مومنؔ جن کا ذکر آگے آرہا ہے) لیکن زیادہ تر مقامات پر ناقابلِ فہم تاویلات کا سہارا لیا گیا ہے اور غالب تک کے متعدد ایسے اشعار کو تحریک جہاد سے منسلک کر دیا گیا ہے۔جن کے اس پہلو کے بارے میں شارحینِ غالب بالعموم خاموش ہیں اور کسی کو بھی ان اشعار کی تحریک جہاد سے وابستگی کا علم نہیں ہوسکا (۱۷)۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کا کہنا ہے کہ ''مومنؔ کے کلام میں اس تحریک کے اثرات بہت نمایاں اور واضح ہیں۔'' (۱۸) دیگر منظومات سے قطع نظر ان کی غزلوں میں بھی ایسے اشعار مل جاتے ہیں جن میں رمز وکنایہ کا بھی پردہ نہیں رکھا گیا اور صاف صاف اس تحریک سے وابستگی کا اظہار کیا گیا ہے۔مومن کے دیوان کی پہلی ہی غزل اس بات کی شاہد ہے جس کا مطلع ہے:

نہ کیوں کر مطلعِ دیواں ہو مطلع مہر وحدت کا
کہ ہاتھ آیا ہے روشن مصرع انگشتِ شہادت کا

اور مقطع ہے:

زمانہ مہدیٔ موعود کا پایا اگر مومن
تو سب سے پہلے تُو کہیو سلام پاک حضرت کا

اس غزل میں نعتیہ اشعار بھی نظر آتے ہیں:

مرا جوہر ہو سر تا پا صفائے مہرِ پیغمبرؐ
مرا حیرت زدہ دل آئینہ خانہ ہو سنّت کا
نہ رکھ بیگانۂ مہر امام اقتدا سنّت
کہ انکار آشنائے کفر ہے اس کی امامت کا(۱۹)

مومن نے ایک قطعۂ تاریخ سیّد احمد شہید کی جہاد کے لیے روانگی کے وقت لکھا تھا جس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

گلاب ناب سے دھوتا ہوں مغز اندیشہ
کہ فکرِ مدحتِ سبطِ قسیمِ کوثرؐ ہے

اور دوسرا شعر ہے:

وہ کون امامِ جہان و جہانیاں احمد
کہ محض مقتدیٔ سنتِ پیغمبرؐ ہے(۲۰)

مومنؔ تحریک مجاہدین کے ہم نوا ہی نہیں بلکہ جہاد کی آرزو بھی رکھتے تھے جس کا اظہار انھوں نے جہادیہ مثنوی لکھ کر کیا:

پلا مجھ کو ساقی شراب طہور
کہ اعضا شکن ہے خمار فجور
کوئی جرعہ دے دیں فزا جام کا
کہ آجائے بس نشّہ اسلام کا

آخری اشعار میں اپنی تمنّا کا اظہار کرتے ہیں:

یہ دعوت ہو مقبول درگاہ میں
مری جاں فدا ہو تری راہ میں
میں گنجِ شہیداں میں مسرور ہوں
اسی فوج کے ساتھ محشور ہوں(۲۱)

اس مثنوی میں کئی اشعار ہیں جن میں نعتیہ عناصر موجود ہیں مثلاً اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے مومنؔ کہتے ہیں:

بہت کوشش و جاں نثاری کروں
کہ شرعِ پیمبرؐ کو جاری کروں

آگے چل کر سیّد احمد شہید کی توصیف میں کہتے ہیں:

وہ خضر طریق رسول خداؐ
کہ جو پیرو اس کا ہے سو پیشوا
زہے سیّد احمد قبول خدا
سرِ امتحانِ رسول خداؐ
حبیبِ حبیبِ خداوندؐ ہے
خدا وند اس سے رضا مند ہے(۲۲)

غالباً اسی مثنوی کی بنیاد پر ڈاکٹر سیّد محمد ابوالخیر کشفی نے شیخ محمد اکرام کی ہم نوائی میں مومنؔ کو پہلا قومی شاعر قرار دیا ہے(۲۳)۔شیخ اکرام کی اصل عبارت اس طرح ہے:

''مولانا سیّد احمد بریلوی نے پہلی دفعہ مسلمانان ہند کو دوسری قوموں کے مقابلے میں من حیث الجماعت مجتمع کیا اور ان کے ایک طبقہ کو مذہبی آزادی دلانے کے لیے اپنی جان قربان کر دی۔تو یہ ماننا پڑے گا کہ مسلمانان ہند کی جداگانہ قومیت کا اظہار سب سے پہلے انہوں نے کیا۔اس صورت میں مومنؔ کو مسلمانان ہند کا پہلا قومی شاعر ماننا پڑے گا۔کیونکہ اس نے مولانا سیّد احمد کے خیالات کی ترجمانی اسی طرح کی جس طرح بعد میں علی گڑھ تحریک کی حالی نے۔''(۲۴)

تاہم یہ استدلال درست نہیں ہے کیوں کہ اول تو جس قسم کی قومی شاعری کا ذکر کیا گیا ہے اس قسم کی قومی (ملّی) شاعری مومنؔ سے بہت پہلے کی جا چکی تھی۔صرف جنگ تالیکوٹ یا تلی کوٹہ (۱۵۶۴ء) کی مثال کافی ہے۔جو دکن کی مسلمان حکومتوں کی متّحدہ افواج اور وجیانگر کے راجا رام راج کے درمیان لڑی گئی۔رام راج کی شکست پر نظام شاہی دربار کے شاعر حسن شوقی نے ایک مثنوی ''فتح نامہ نظام شاہ'' لکھی جس کے کئی اشعار میں اس نے اس جنگ کو کفر اور اسلام کی جنگ کے طور پر پیش کیا ہے۔مثلاً:

ہوا قتل کفّار اکثر تمام
بدین محمّد علیہ السّلام
ظفر یو ہوا دین کی پیروی
ہوا دین اسلام روشن قوی

مجھے حوض کوثر و زمزم کی سوں
مجھے حرف مہمل و مجمل کی سوں
ہوئی دین داراں کوں شادی تمام
بہ برکت محمّد علیہ السّلام(۲۵)

دوسری بات یہ ہے کہ محض ایک مثنوی، چند قطعات اور اشعار کی بنا پر مومنؔ کو قومی شاعر کا درجہ دینا قرینِ انصاف نہیں ہے۔ملّی/قومی شاعر ایسے شاعر کو کہا جا سکتا ہے جس کی شاعری میں غالب مقدار میں نہ سہی لیکن قابلِ ذکر اور قابلِ لحاظ مقدار میں ملّی شاعری موجود ہو۔لہٰذا یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مومنؔ کے ہاں اپنے معاصر شعراء کی نسبت ملّی شعور نسبتاً زیادہ نظر آتا ہے۔لیکن اوّلین قومی شاعر کے اعزاز کے حق دار بہرحال الطاف حسین حالیؔ ہی ہیں۔کیوں کہ جس طرح اقبال کے کلام میں ظریفانہ اشعار کی موجودگی کے باعث اسے مزاحیہ شاعر نہیں کہا جا سکتا۔اسی طرح مومنؔ کے ہاں بھی ملّی اشعار کی موجودگی اسے ملّی/قومی شاعر قرار دینے کے لیے کافی نہیں ہے۔

تحریکِ مجاہدین سے وابستہ شعراء میں ایک نام مولوی خرم علی بلہوری کا نظر آتا ہے۔انھوں نے ایک رزمیہ نظم مثنوی کی ہیئت میں لکھی تھی جو دورانِ جنگ پڑھی جاتی تھی(۲۶)۔یہی نظم غلام رسول مہر نے اپنی کتاب ''سید احمد شہید'' (جلد دوم) میں بطور ضمیمہ کسی نامعلوم شاعر کے حوالے سے نقل کی ہے(۲۷)۔لیکن ''نشیدِ حریت'' میں اس نظم کے شاعر کا نام سہواً مولوی لیاقت اللہ درج ہو گیا ہے(۲۸)۔اسی سہو کا ارتکاب ڈاکٹر مظفر عباس سے بھی ہوا ہے(۲۹)۔مولوی محمد جعفر تھانیسری کے مطابق یہ نظم ''ستاون اشعار پر مشتمل ہے جو خرم علی بلہوری (م ۱۸۵۶ء) کی تصنیف ہے۔''(۳۰) اس جہادیہ نظم میں مسلمانوں کو کفر کے مقابلے میں اٹھ کھڑے ہونے کی تلقین کی گئی ہے اور شہادت کی صورت میں جنّت الفردوس کی بشارت دی گئی ہے۔اس نظم میں جگہ جگہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کے حوالے سے مسلمانوں کو غیرت دلائی گئی ہے اور انھیں جہاد کے لیے آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔نظم کا آغاز ہی حمد و نعت سے ہوتا ہے۔

بعد تحمیدِ خدا، نعت رسولِ اکرمؐ
یہ رسالہ ہے جہادیہّ کہ لکھتا ہے قلم
واسطے دین کے لڑنا نہ پئے طمع بلاد
اہل اسلام اسے شرع میں کہتے ہیں جہاد

مزید اشعار میں بھی نعتیہ پہلو موجود ہیں مثلاً:

اے برادر تو حدیث نبویؐ کو سن لے
باغ فردوس ہے تلواروں کے سائے کے تلے

تھے مسلمان پریشان بغیر از سردار
ہوا سردار ہے از آلِ رسولِ مختارؐ
گر رہ حق میں نہ دی جان تو پچھتاؤ گے
اور پیمبرؐ کو یہ منہ کیا بھلا دکھلاؤ گے
خوب اللہ و محمدؐ کو جو پہچانتے ہیں
اپنے سردار کے کہنے کو بہ دل مانتے ہیں (۳۱)

سیّد احمد شہید کی حج سے واپسی پر سیّد صاحب اور ان کے ساتھیوں کی شان میں مولانا سیّد ابوالحسن نے، جو حسن تخلص کرتے تھے ایک قصیدہ کہا جس کا مطلع ہے:

ہے گا اس نور سے پُر گنبدِ چرخ اصغر
جس کے لمعان سے ہے کند فرشتوں کی نظر

قصیدے میں کئی مقامات پر نعتیہ عناصر ملتے ہیں مثلاً سیّد احمد کی شان میں شاعر کہتا ہے:

بحر جود و کرم و گلشنِ عرفانِ نبیؐ
مشعلِ راہِ طریقت، بحقیقت رہبر
طور اور طرز میں سب طینت اصحابِ نبیؐ
قاف سے راہِ شریعت میں ہے مستحکم تر
سیّد احمد و عالی حسب و فخرِ زماں
رہبرِ راہ شریعت، خلفِ پیغمبرؐ
ہوتا معصوم اگر بعد نبیؐ کے کوئی
ہوتی اس عصر میں عصمت بھی اسی کے اندر

سیّد صاحب کے ساتھیوں کو شاعر نے اس طرح خراج تحسین پیش کیا:

ان میں ہر اک ہے فرید اور وحید آواں
حافظ و عالم و عادل، سخی و نیک نظر
ظاہر آراستہ بر ملّت بیضائے نبیؐ
باطن اس طور کا پاکیزہ، ہو جیسا گوہر (۳۲)

سیّد عبدالرزاق حسینی سیّد صاحب کے عقیدت مند تھے اور کلامی تخلص کرتے تھے۔ وہ سیّد احمد کی شان میں کہتے ہیں:

قلم کو ہیں میرے ہزار افتخار
کہ لکھتا ہے وصف شہ نامدار
وہ تھے نور چشم امام رسلؐ
وہ تھے عاشق خالق جز و کل
وہ تھے اہل حق اور فنافی الرسولؐ
گریزاں تھے ان سے ظلوم و جہول(۳۳)

شاہ اسماعیل شہید کے لیے مولوی محمد حسین فقیر نے ایک قصیدہ لکھا تھا۔ اس قصیدے کے بھی چند اشعار میں سرکار دو عالم ﷺ کا حوالہ موجود ہے۔ مثلاً:

اس قدر علم احادیث رسول حقؐ تھا
نائب ختم رسلؐ ان کی مناسب ہے صفت
جب حدیث نبویؐ کا وہ بیاں کرتے تھے
ہوتا تھا خلق سے معدوم حدوث بدعت
ہر جگہ دین محمدؐ کا رواج ان سے ہوا
ظلمت دہر میں روشن ہوا نور سنّت(۳۴)

قائم خاں قائم تحریکِ مجاہدین کا ایک غیر معروف شاعر گزرا ہے۔ جس کا ایک ضخیم دیوان ''دیوانِ قائم'' کے نام سے موجود ہے(۳۵)۔ قائم کو سیّد احمد شہید سے بے پناہ عقیدت تھی جس کا اظہار وہ جا بجا کرتا ہے۔ کئی اشعار میں بلاواسطہ اور بالواسطہ نعتیہ عناصر نظر آتے ہیں۔ ''قصیدہ درشان جناب پیر دستگیر قدس سرہ العزیز جناب سیّد احمد صاحب'' کا آغاز اس طرح کیا ہے:

کہاں تک شکر ہو بندے سے ذاتِ کبریائی کا
کہ وہ معبودِ حق سلطان ہے ہر دو سرائی کا

آگے چل کر کہتا ہے:

کیا محبوبؐ پیدا اس نے اپنا، اپنی رحمت سے
عنایت سے لقب بخشا اُسے ہے مصطفائی کا
گناہ گارانِ امّت کے جو ہیں بس واسطے سب کے
کریں گے معاملہ عقبیٰ میں وہ مشکل کشائی کا

گناہوں کے پھنسا ہے دام میں قائم کہے کیا اب
توقع ہے انہیؐ کی ذات سے یارو رہائی کا
کیا آل نبیؐ سے ملک روشن حق تعالیٰ نے
سمجھتا بھید ہے وہ آپ ہی اپنی خدائی کا
غلام احمدؐ کا ہوں میں اور جنابِ سیّد احمد کا
مجھے ہے داعیہ بس جان و دل سے خاکپائی کا
امیر المومنین اس دور میں حق نے کیا ان کو
نبیؐ کے دین میں پایا ہے درجہ کیا بڑائی کا
تھا خورشیدِ سعادت ماہتاب احمدی تھا وہ
چمک سے جس کی ہے عالم میں جلوہ روشنائی کا(۳۶)

ایک مثنوی میں سیّد احمد شہید کی توصیف میں کہتے ہیں:

میں قربان ہوں اے خدا تجھ اوپر
کہ امّت نبیؐ میں ہیں ایسے بشر
ہوئے وہ شہادت سے پھر کامیاب
نبیؐ کے ہوئے دین میں آفتاب
نبیؐ کی جو ادنیٰ سی اک بات ہے
وہ سب مرسلوں کی کرامات ہے(۳۷)

تحریک جہاد سے متاثر شعراء کی انھی منظومات کو مدنظر رکھتے ہوئے ڈاکٹر نجم الاسلام کا کہنا ہے کہ ''ملّی شاعری جس کی ابتدا مسدّس حالی سے خیال کی جاتی ہے درحقیقت اس تحریک کے کارکن اور حامی شعراء سے شروع ہوئی ہے۔''(۳۸) تاہم جیسا کہ پہلے مذکور ہوا یہ خیال درست نہیں ہے اور ملّی شاعری کا سراغ اس سے بھی قدیم دور میں ملتا ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) کشفی، سید محمد ابوالخیر، ڈاکٹر، ''اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر''، ص ۲۴۷، ادبی پبلشرز، کراچی، ۱۹۷۵ء
(۲) ایضاً، ص ۲۴۸
(۳) نیرّ، طاہرہ، ڈاکٹر، ''اردو شاعری میں پاکستانی قومیت کا اظہار''، ص ۷۰، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، باراول، ۱۹۹۹ء

(۴) ایضاً
(۵) مہر، غلام رسول، ''سید احمد شہید'' (جلد دوم)، ص ۱۰۶، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور، بار سوم، ۱۹۸۱ء
(۶) اکرام، شیخ محمد، ''موج کوثر''، فیروز سنز لمیٹڈ، ص ۲۱، لاہور، ساتویں بار، ۱۹۶۶ء
(۷) ایضاً، ص ۳۲
(۸) قریشی، اشتیاق حسین، ڈاکٹر، ''برعظیم پاک و ہند کی ملّت اسلامیہ''، مترجم، ہلال زبیری، ص ۲۶۰، شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ، کراچی یونیورسٹی، بار چہارم، ۱۹۸۹ء
(۹) ایضاً، ص ۲۶۳
(۱۰) ایضاً
(۱۱) ندوی، سید ابوالحسن علی، ''سیرت سید احمد شہید'' (حصہ دوم)، ص ۲۷، ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی، کراچی، بار اول، ۱۹۷۴ء
(۱۲) ایضاً
(۱۳) قریشی، اشتیاق حسین، ڈاکٹر محوّلہ بالا ص ۲۶۳
(۱۴) محمود الرحمن، ڈاکٹر، ۱۹۸۶ء، ''جنگ آزادی کے اردو شعراء''، قومی ادارہ برائے تحقیق تاریخ و ثقافت، اسلام آباد، بار اول ص ۹۳
(۱۵) کشفی، سیّد محمد ابوالخیر، ڈاکٹر محوّلہ بالا ص ۲۴۸
(۱۶) ایضاً
(۱۷) دیکھیے: حسین، خواجہ منظور، ۱۹۷۸ء، ''تحریک جدوجہاد بطور موضوع سخن''، نیشنل بک فاؤنڈیشن، لاہور، بار اول
(۱۸) عقیل، معین الدین، ڈاکٹر، ''نوادراتِ ادب''، ص ۱۲۶، الوقار پبلی کیشنز لاہور، بار اول، ۱۹۹۷ء
(۱۹) مومن، مومن خان، ''کلیات مومن''، مرتب، کلب علی خاں فائق، ص ۳، مجلس ترقی ادب، لاہور، باراوّل، ۱۹۶۴ء
(۲۰) ایضاً (جلد دوم)، ص ۱۰۸
(۲۱) ایضاً، ص ۴۳۴۔۴۳۶
(۲۲) ایضاً، ص ۴۳۴۔۴۳۵
(۲۳) ''اردو شاعری کا سیاسی اور تاریخی پس منظر''، محوّلہ بالا، ص ۲۱۷
(۲۴) ''موج کوثر''، محوّلہ بالا ص ۴۲۔۴۳ (دیباچے کے مطابق قیام پاکستان کے بعد کی اشاعت)، واضح رہے کہ ''موج کوثر'' کی مذکورہ عبارت کا حوالہ ڈاکٹر عبادت بریلوی نے بھی ''مومن اور مطالعۂ مومن'' (ص ۳۴۷۔۳۴۸) میں دیا ہے۔ لیکن ''موج کوثر'' کی بعد کی اشاعتوں میں مومن کا ذکر بالکل حذف کر دیا گیا ہے۔
(۲۵) شوقی، حسن، ''دیوان حسن شوقی''، ۱۹۷۱ء، مرتب، ڈاکٹر جمیل جالبی، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، بار اول، ص ۹۵۔۱۱۶؛ واضح ہو کہ بغرض اختصار یہاں ملّی شاعری کا صرف ایک نمونہ پیش کیا گیا ہے۔ تفصیلات کے لیے ملاحظہ کیجیے: راقم کا مقالہ ''قرآنی تصورِ ملّت اور اردو ملّی شاعری کا آغاز''، مشمولہ: ''التفسیر''، شش ماہی مجلس التفسیر، کراچی، شمارہ ۲۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۳ء
(۲۶) ندوی، ابوالحسن علی، مولانا محوّلہ بالا ص ۲۷۰۔۲۷۲
(۲۷) ص ۶۳۷۔۶۳۹
(۲۸) حقی، شان الحق (مرتب)، ''نشید حریت''، ص ۷۴، ادارہ مطبوعات پاکستان، کراچی، بار دوم، ۱۹۶۴ء
(۲۹) عباس، مظفر، ڈاکٹر، ''اردو میں قومی شاعری''، ص ۸۶، مکتبہ عالیہ، لاہور، ۱۹۷۸ء

(۳۰) تھانیسری، جعفر، مولانا، ''تواریخ عجیب المعروف بہ کالا پانی''، ص ۲۴۶، مرتب، محمد ایوب قادری، سلمان اکیڈمی، کراچی، اشاعتِ نو، ۱۹۶۲ء

(۳۱) ندوی، ابوالحسن علی، مولانا محوّلہ بالا ص ۲۷۰۔۲۷۲

(۳۲) ایضاً، ص ۳۴۳۔۳۴۷

(۳۳) مہر، غلام رسول، مولانا، ''جماعت مجاہدین'' (جلد سوم)، ص ۱۰۱، کتاب منزل، لاہور، ۱۹۵۵ء

(۳۴) ایضاً، ص ۳۱۷

(۳۵) مذکورہ ناقص الآخر دیوان ڈاکٹر معین الدین عقیل کے ذاتی کتب خانے میں موجود ہے۔

(۳۶) عقیل، معین الدین، ڈاکٹر، محوّلہ بالا، ص ۱۶۸۔۱۷۲

(۳۷) ایضاً، ص ۱۷۲۔۱۷۴

(۳۸) نجم الاسلام، ڈاکٹر، س ن، ''اردو ادب پر تحریکات اسلامی کے اثرات''، مشمولہ: ''چراغِ راہ'' (کراچی) تحریک اسلامی نمبر، ص ۲۶۹